Open Access
Al Khadim Research Journal
Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235
ISSN (PRINT): 2710-0227

ARJICC, Vol: 2, Issue: 2,
July to September 2021
DOI: 10.53575/arjicc.u11-v2.2(21)171-182
http://arjicc.com/index.php/arjicc

"یمین(قسم)کا مفہوم اور قسمیں کھانے کا کفارہ" تفسیر احکام القرآن للجصاص اور تفسیر قرطبیؒ کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

Introduction to "YAMIN" (oath) and repetance of taking oaths, A research study in the light of "Tafseer Al ahkamul AlQuran lljsas and Tafseer Qurtabi

Muhammad Irshad*
Dr. Manzoor Ahmad**

Abstract
A qasam is a plural from of the word qasam.Qasam word is synonymous with the word halaf and yamin because the meaning is oath.Yamin is called the oath because the Arab when sworn is always holding right hand respectively. The qasam according to terms are; linking the soul not to do,or to do it,which is reinforced by something that is honored for other people.The word Oath is drived from the Arabic (Al .Q.SAM.) Its meaning (AL.YAMIN) that amplifies something by mentioning something exalted by using the letters (as the oath).Oath is also called yamin (right hand)because the Arabs when being sworn is holding right hsnd to a person in whom he swears. When a person takes an oath upon the name of Allah to do or refrain from in the future, it will be incumbent upon him to fulfil that oath. When he does not fulfil (breaks) the oath, it will be compulsory upon him to give Kaffarah (penance) for misusing the name of Allah. The Kaffarah for breaking an oath is: Free a slave (not applicable in these times), or Feed ten poor people an average two meals, or Clothe ten poor people enough clothes to cover the majority of their bodies. If one can not do anyone of the above three for a valid reason then he may fast for three consecutive days. The feeding and clothing should be of moderate standard. One can feed or clothe 10 people in one day or one poor person for 10 days. One cannot feed one person 10 times in one day. One can either give each poor person one sa'a (3.18kgs) of dates or barley or half sa'a (1.59kgs) of wheat; or he can feed them two meals a day (i.e. lunch and supper). Only bread can be counted as a meal on condition that it is made out of wheat. A child who has just started eating will not be counted as one person. One can either call the poor people home and feed them or one give them the food for them to do as they like. Any type of clothing can be given that normally covers the body, and the person wearing it will not be counted as naked or half naked. One should also bear in mind that clothing a woman will not be complete unless it includes something that will cover her head (eg: scarf).
Keywords: Halaf, Reinforced, Amplifies, Moderate, Lunch, Naked, Scarf

تمام تعریفیں اس ذات کی جس نے ہمیں اس امت میں پیدا کیا جس کو اس ذات کریم نے محمد ﷺ جیسا پیغمبر اور قرآن جیسی بابرکت کتاب عطا فرمائی۔قرآن تمام الہامی کتابوں میں سب سے آخر میں نازل ہونے والی کتاب ہے۔جس کے بعد نہ کوئی پیغمبر آئے گا اور نہ ہی کوئی آسمانی کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو گی۔قرآن تمام علوم کا منبہ ہے۔اس میں معاملات زندگی کے تمام امور زیر بحث لائے گے ہیں۔ان میں سے ایک قسموں کا ذکر ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:(لا يؤاخذكم الله باللغو في ايمانكم)([1])تم لوگ جو مہمل قسمیں کھا لیتے ہو ان پر اللہ

---

* PhD scholar, Department of Islamic studies and Arabic, Gumal University DI Khan. Muhammadirshad016@gmail.com
** Assistant professor, Department of Islamic studies and Arabic, Gumal University DI Khan.

گرفت نہیں کرتا۔ في ايمانكم کا معنی من ایمانکم ہے۔ایمان جمع ہے یمین کی (جس کا معنی ہے قسم) بعض علماء نے فرمایا: یمین، یمن سے فعیل کے وزن پر ہے اس سے مراد برکت ہے۔اس کو اللہ تعالیٰ نے یمین سے اس لیے تعبیر فرمایا، کیونکہ یہ حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔یمین کا لفظ مذکر، مونث استعمال ہوتا ہے اس کی جمع ایمان اور ایمن آتا ہے۔زہیر نے کہا: فتجمع ايمن منا و منكم۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے نزول کا سبب وہ لوگ ہیں جنہوں نے کھانے پینے اور پہننے اور نکاح میں سے حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کیا، انہوں نے اس پر قسمیں اٹھائی تھیں جب یہ آیت نازل ہوئی (لا تحرموا طيبٰت ما احل الله لكم) تو انہوں نے کہا تو ہم اپنی قسموں کا کیا کریں؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔اس قول کی بنا پر معنیٰ یہ ہو گا جب تم قسم اٹھاؤ پھر اسے لغو کر دو یعنی اس کے حکم کو کفارہ دینے کے ساتھ ساقط کر دو اور کفارہ دے دو تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تم سے مواخذہ نہیں کرے گا بلکہ مواخذہ تو اس پر ہو گا جس پر تم قائم رہو اور اسے لغو نہ کیا یعنی کفارہ نہ دیا۔اس سے ظاہر ہوا کہ قسم کسی چیز کو حرام نہیں کرتی۔(2)

لغو کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ بے کار بات ہے جس کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ان ہی معنوں میں شاعر کا یہ شعر ہے:

او ما ته تجعل اولادها لغوا و عرض المائة الجلد

یا سو اونٹنیاں جن کے بچوں کو بے کار سمجھا جاتا ہے (یہ بچے کسی شمار و قطار میں نہیں آتے) حالانکہ سو اونٹنیوں کے یہ بچے اونٹوں کا ایک پورا گلہ ہوتے ہیں)۔شاعر کی مراد ایسی اونٹنیاں ہیں جن کے بچوں کو کسی شمار میں نہیں لایا جاتا۔اس بنا پر یمین لغو وہ قسم ہے جو مہمل ہوتی ہیں اور اس کا کوئی حکم نہیں ہوتا۔(3) ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ کے یتیم بچے بھی تھے اور مہمان بھی تھا۔وہ رات کے وقت کام سے فارغ ہونے کے بعد لوٹے تو پوچھا: کیا تم نے میرے مہمان کو کھانا کھلا دیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہم تو تمہارے انتظار میں تھے۔حضرت عبداللہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس رات کھانا نہیں کھاؤں گا، مہمان نے کہا: میں بھی نہیں کھاؤں گا۔یتیموں نے کہا: ہم بھی نہیں کھائیں گے۔جب حضرت عبداللہ نے سب کا انکار دیکھا تو کھانا کھایا اور دوسرے لوگوں نے بھی کھانا کھایا۔پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور صورت حال عرض کی آپ ﷺ نے فرمایا: "تو نے الرحمٰن کی اطاعت کی اور شیطان کی نافرمانی کی"۔(4)

شریعت میں قسم کی چار صورتیں ہیں: دو میں کفارہ ہے اور دو میں نہیں ہے۔عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز نے خلف بن ہشام سے، انہوں نے عبثر سے، انہوں نے لیث سے، انہوں نے حماد سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے علقمہ سے اور انہوں نے عبداللہ کے سلسلہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا: "قسمیں چار ہیں، دو میں کفارہ ہے اور دو میں کفارہ نہیں ہے۔وہ دو قسمیں جن میں کفارہ ہے وہ اس طرح ہے کہ کوئی شخص قسم اٹھائے کہ اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا، پھر وہ ایسا کرلے۔کوئی شخص کہے: اللہ کی قسم! میں ایسا ایسا کروں گا پھر وہ نہ کرے۔اور وہ قسمیں جن کا کفارہ نہیں ہے وہ اس طرح ہے کہ کوئی قسم اٹھائے: اللہ کی قسم! میں نے ایسا ایسا نہیں کیا، حالانکہ اس نے کیا تھا۔کوئی شخص قسم اٹھائے میں نے ایسا کیا تھا، حالانکہ اس نے ایسا نہیں کیا تھا"۔(5)

سفیان نے کہا: ایمان (قسمیں) چار ہیں دو کا کفارہ دیا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں کہ آدمی کہے: اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا پھر وہ ایسا کرے یا

کہے: اللہ کی قسم! میں ایسا کروں گا پھر وہ ایسا کرے۔ وہ دو قسمیں جن کا کفارہ نہیں دیا جاتا وہ یہ ہیں کہ کوئی شخص کہے: اللہ کی قسم! میں نے ایسا نہیں کیا، حالانکہ اس نے ایسا کیا تھا یا کہے: میں نے ایسا کیا تھا، حالانکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا تھا۔

یمین لغو:

ہمیں عبدالباقی بن قانع نے بیان کیا ہے، انہیں محمد بن احمد بن سفیان ترمذی اور ابن عبدوس نے، ان دونوں کو محمد بن بکار نے، انہیں حسان بن ابراہیم نے ابراہیم الصائغ سے، انہوں نے عطاء سے کہ جب عطاء سے یمین لغو کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور ﷺ کا اس کے متعلق ارشاد ہے: هو كلام الرجل في بيتة كل والله ،بلى والله یہ وہ کلام ہے جو ایک شخص گھر میں بیٹھ کر کرتا ہے وہ کہتا ہے: کھاؤ، نہیں بخدا نہیں، بخدا کیوں نہیں۔ ابراہیم نخعی نے اسود سے اور ہشام بن عروہ نے اپنے والد اور ان دونوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ کوئی شخص یہ کہے: لا والله و بلى والله۔ عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یمین لغو کے بارے میں روایت کی ہے کہ ان يحلف على الامر يراه كذلك وليس كذلك (ایک شخص کسی بات پر قسم کھالے اس کا خیال یہ ہو کہ وہ بات اس طرح ہے جب کہ حقیقت میں وہ اس طرح نہ ہو)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ ان لغو اليمين ان تحلف وانت غضبان (یمین لغو یہ ہے کہ تم غصے کی حالت میں کوئی قسم کھا بیٹھو)۔ حسن، سدی اور ابراہیم نخعی سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول جیسے قول مروی ہیں۔ بعض اہل علم کا قول ہے کہ یمین لغو کی شکل یہ ہے کہ بلاارادہ سبقت لسانی کے طور پر کوئی غلط بات منہ سے نکل جائے۔ بعض کا قول ہے کہ یمین لغو یہ ہے کہ تم کسی معصیت کو کو بروئے کار لانے کی قسم کھالو، پھر مناسب یہی ہو گی کہ تم اسے بروئے کار نہ لاؤ اس میں کوئی کفارہ نہیں ہوتا۔ یمین لغو کے بارے میں عمرو بن شعیب کی روایت ہے جو انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: من حلف على يمين فراى غيرها خيرا منها فليتركها فان تركها كفارتها [6] (جو شخص کسی بات کی قسم کھالے پھر وہ دوسری بات کو اس سے بہتر پائے تو وہ اس قسم کو ترک کردے۔ اس قسم کو ترک کردینا اس قسم کا کفارہ ہے)۔ یمین لغو کے بارے میں فقہائے کا اختلاف ہے کہ گذرے ہوئے زمانے کی کسی بات پر اس گمان کے ساتھ قسم کھائے کہ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ امام مالک اور لیث بن سعد کا بھی تقریبا یہی قول ہے۔ اوزاعی نے بھی یہی کہا ہے۔ امام شافعی کا قول ہے کہ یمین لغو وہ بات ہے جس کی جان بوجھ کر قسم کھائی گئی ہو۔ الربیع نے امام شافعی سے نقل کیا ہے کہ جس شخص نے کسی چیز کے متعلق قسم کھالی ہو اور اس کا خیال ہو کہ وہ چیز اس قسم کے مطابق ہے پھر وہ اسے مختلف پائے تو اس پر کفارہ لازم آئے گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا: (لا يؤاخذكم الله باللغو في ايمانكم ولكن يؤاخذكم بما عقدتم الايمان) تم لوگ جو مہمل قسمیں کھالیتے ہو ان پر اللہ گرفت نہیں کرتا مگر جو قسمیں تم جان بوجھ کر کھاتے ہو ان پر وہ ضرور تم سے مواخذہ کرے گا۔ تو اس کے ذریعے یہ بات واضح ہوئی کہ یمین لغو جان بوجھ کر کھائی گئی قسم سے مختلف ہوتی ہے اس لیے کہ اگر معقود (جان بوجھ کر کھائی گئی) قسم یمین لغو ہوتی تو پھر اسے یمین لغو

پر عطف نہ کیا جاتا، نیز دونوں کے حکموں میں فرق کو اس طرح بیان نہ کیا جاتا کہ یمین لغو میں مواخذہ اور گرفت نہیں ہوتی اور یمین معقود میں کفارے کا اثبات ہوتا ہے۔اس پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ یمین لغو کا جب کوئی حکم نہیں ہوتا تو اب اس کا یمین معقود بن جانا جائز نہیں ہو سکتا اس لیے کہ گرفت اور مواخذہ کی بات تو یمین معقود میں قائم ہوتی ہے اور اس کا حکم ثابت ہوتا ہے اس سے ان حضرات کا قول غلط ثابت ہو جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یمین لغو یمین معقود ہی ہے اور اس میں کفارہ واجب ہے۔اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یمین لغو کا جو مفہوم بیان کیا ہے وہی درست ہے نیز اس میں گذرے ہوئے زمانے کی کسی بات قسم کھائی جاتا ہے۔ قسم کھانے والے کا خیال یہ ہوتا ہے کہ وہ بات اسی طرح ہو گی۔(7)

یمین معقود:

قسموں کی دو قسمیں ہیں۔ماضی اور مستقبل یعنی گزرے ہوئے زمانے سے تعلق رکھنے والی قسم اور آنے والے زمانے سے تعلق رکھنے والی قسم ۔پہلی قسم کی پھر دو قسمیں ہیں۔یمین لغو اور یمین غموس۔ان دونوں قسموں کا کوئی کفارہ نہیں ہوتا۔دوسری قسم کی صرف ایک صورت ہے ۔یہ یمین معقود ہے یعنی ایسی قسم جو جان بوجھ کر کھائی گئی ہو۔حانث ہونے کی صورت میں اس میں کفارہ لازم ہتاہے۔امام مالک اور لیث بن سعد یمین غموس کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس میں کفارہ نہیں ہے۔حسن، صالح، اوزاعی اور امام شافعی کا کہنا ہے کہ یمین غموس میں کفارہ ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:(لا يؤاخذكم الله باللغو في ايمانكم ولكن يؤاخذكم بما كسبت قلوبكم)(8) تمہاری مہمل قسموں پر اللہ گرفت نہیں کرتا لیکن جو قسمیں تم سچے دل سے کھاتے ہو ان کی بازپرس وہ ضرور کرے گا۔

یمین غموس:

یمین غموس اس لیے کہ اس قسم کے سلسلے میں مواخذہ کا تعلق کسب قلب کے ساتھ ہے جو گناہ اور آخرت کی سزا کی صورت میں ہو گا ۔کفارے کی صورت میں نہیں ہو گا۔اس لیے کہ کفارے کا تعلق قلب کے ساتھ نہیں ہوتا۔جو شخص کسی معصیت کے ارتکاب کی قسم کھا لیتا ہے تو اس پر اس قسم کا توڑ دینا لازم ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ اس پر کفارہ بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔یہ امر اس پر دلالت کرتا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ:(ولكن يؤاخذكم بما كسبت قلوبكم)سے یمین غموس ہے جس میں کذب بیانی کا ارادہ کیا جاتا ہے اور اس پر مواخذہ آخرت کی صورت میں ہو گا۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ کسب قلب پر مواخذہ کا ذکر کیا ہے۔یہ امر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یمین لغو قسم کی وہ صورت ہے جس میں کذب بیانی کا ارادہ نہیں ہوتا اور یہ ان معنوں میں یمین غموس سے مختلف ہوتا ہے۔یمین غموس میں کفارہ نہیں ہوتا اس پر ارشاد باری تعالیٰ:(ان الذين يشترون بعهد الله وايمانهم ثمنا قليلا اولئك لا خلاق لهم في الأخرة)(9) جو لوگ اپنی عہد اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، دلالت کرتا ہے۔(10)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعید کا ذکر کیا ہے لیکن کفارے کا ذکر نہیں کیا۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:من حلف على يمين وهو فيها اثم فاجر ليقطع بها مالا لقى الله تعالىٰ وهو عليه غضبان(11)(جس شخص

نے کسی بات کی قسم کھائی ہو جبکہ وہ اس قسم میں گناہ گار اور فاجر ہو تا کہ وہ اس کے ذریعے کوئی مال ہتھیا لے تو جب وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جائے گا تو اللہ اس سے ناراض ہو گا)۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: من حلف منبری هذا بیمین آثمة تبوا مقعده من النار (12)(جو شخص میرے منبر پر گناہ میں مبتلا کرنے والی قسم کھائے گا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے گا)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ شخص جو قسم اٹھاتا ہے کہ وہ قرابتداروں سے صلہ رحمی نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے کفارہ میں اس کے لیے نکلنے کی سبیل پیدا فرمائی اور اسے حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کو نیکی نہ کرنے کا سبب نہ بنائے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔ اخبار اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ جس کے ساتھ انسان کسی کا حرام مال لیتا ہے تو یہ قسم کے کفارہ سے زیادہ گناہ ہے۔ ابن عربی نے کہا: قسم کی دو قسمیں ہیں: لغو اور منعقدہ۔ غالب طور پر لوگوں میں قسموں میں یہی ہوتی ہیں، اس کے علاوہ کو چھوڑ (خواہ) وہ سو قسمیں بھی ہوں، کیونکہ اس پر کفارہ نہیں ہے۔ (13) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک اعرابی نبی کریم رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: یارسول اللہ ﷺ بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا"۔ اس نے کہا پھر کون سا گناہ ہے؟ فرمایا: "والدین کی نافرمانی کرنا"۔ اس نے پوچھا پھر کون سا ہے۔ فرمایا: ""یمین غموس" میں نے کہا یمین غموس کیا ہے؟ فرمایا: "جس کے ساتھ کسی کا مال حاصل کرلے جب کہ اس قسم میں جھوٹا ہو"۔ (14) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی مسلمان کا حق قسم کے ذریعے حاصل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے آگ واجب کردے گا اور اس پر جنت حرام کردے گا"۔ ایک شخص نے کہا یارسول اللہ ﷺ! اگرچہ وہ مال تھوڑا سا بھی ہو؟ فرمایا: "اگرچہ وہ کیکر کی چھڑی بھی ہو"۔ (15) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ایسی مضبوط لازم قسم اٹھائی جس کے ساتھ اس نے کسی مسلمان کا مال حاصل کیا جب کہ وہ اس میں جھوٹا تھا تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے جبکہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو گا۔ (16)

اسی وجہ سے بعض علماء نے کہا: یمین غموس کو غموس کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ قسم اٹھانے والے کو آگ میں غوطہ دیتی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی نیکی کے نہ کرنے کی قسم اٹھائے، پھر اگر وہ اس نیکی کو کرے گا تو وہ حانث ہو جائے گا اور اس پر کفارہ لازم ہو گا۔ کیونکہ قسم کی مخالفت پائی گئی ہے۔ اسی طرح جب کسی نے کہا: اگر میں یہ کروں پھر نہ کرے تو وہ کفارہ لازم ہو گا۔ جب قسم اٹھائے کہ وہ ضرور ایسا کرے گا تو وہ فی الحال ایسا نہیں کرے گا تو وہ حانث ہو گا۔ مخالفت کے پائے جانے کی وجہ سے اگر وہ فعل کردے گا تو وہ قسم کو پورا کرنے والا ہو گا، اسی طرح اگر کہا: اگر میں ایسا نہ کروں۔ (17)

اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے اسماء حسنیٰ کے ساتھ قسم اٹھائی جائے گی جیسی الرحمٰن۔ الرحیم، السمیع، العلیم، الحلیم اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کی صفات علیا کے ساتھ قسم اٹھائی جائے گی جیسے اس کی عزت، اس کی قدرت، اس کی علم، اس کی کبریائی، اس کی عظمت، اس کی عہد، اس کی میثاق اور دوسری اس کی ذاتی صفات، کیونکہ اس کے قسم بھی غیر مخلوق قدیم کے ساتھ قسم ہے، اس کے ساتھ قسم اٹھانے والے ذات

کے ساتھ قسم اٹھانے والے کی طرح ہیں۔ایک روایت میں ہے کہ جبرئیلؑ نے جب جنت کو دیکھا اور اللہ کی طرف واپس آئے تو کہا: تیری عت کی قسم! کوئی اس جنت کے متعلق نہیں سنے اور پھر اس میں داخل ہو۔اسی طرح آگ کے بارے میں کہا: تیری عزت کی قسم! ایسا نہیں کوئی کہ اس کے بارے میں سنے اور پھر اس میں داخل ہو۔(18) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: نبی کریم ﷺ ان الفاظ کے ساتھ قسم اٹھاتے تھے لاومقلب القلوب۔(19) ایک روایت میں ہے لاولا مصرف القلوب۔اہل علم کا اجماع ہے کہ جو قسم اٹھائے اور کہے واللہ یا باللہ یا تاللہ پھر حانث ہو جائے تو اس پر کفارہ ہے۔ابن المنذر نے کہا: امام مالک، امام شافعی، ابو عبید، ابو ثور، اسحاق اور اصحاب الرائے کہتے ہیں: جس نے اللہ کے اسماء میں سے کسی اسم کے ساتھ قسم اٹھائی اور پھر حانث ہو جائے تو اس پر کفارہ ہے۔

قرآن کی قسم اٹھانے میں اختلاف ہے۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہر ایک کے عوض اس پر قسم ہو گی۔حسن بصری اور ابن مبارک کا یہی قول ہے۔امام احمد نے فرمایا: میں کوئی دلیل نہیں جانتا جو اس کا رد کرے۔ابو عبید نے کہا: یہ ایک قسم ہو گی۔امام ابو حنیفہ نے کہا: اس پر کفارہ نہیں ہے۔قتادہ قرآن کے ساتھ قسم اٹھاتے تھے۔احمد اور اسحاق نے کہا: ہم اس کو ناپسند کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کے اسماء اور صفات کے علاوہ قسم منعقد نہ ہو گی۔امام احمد بن حنبل نے فرمایا: جب نبی کریم ﷺ کی قسم اٹھائے گا تو قسم منعقد ہو جائے گی۔کیونکہ اس نے ایسی ذات کی قسم اٹھائی کہ ایمان کی تکمیل ان کو تسلیم کرنے کے ساتھ ہوتی ہے اس پر کفارہ لازم ہو گا۔جس طرح اللہ کی قسم اٹھاتا تو کفارہ لازم ہوتا۔رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ایک قافلہ میں پایا جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی باپ کی قسم اٹھا رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے انہیں آواز دی "خبردار اللہ تعالیٰ تمھیں اپنے آباء کی قسمیں اٹھانے سے منع کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائے یا خاموش رہے"۔(20) یہ اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کے اسماء اور اس کی صفات کے علاوہ ہر چیز کی قسم نہ اٹھانے میں حصر ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے آباء، اپنی امہات اور انداد کی قسم نہ اٹھاؤ اور قسم نہ اٹھاؤ مگر اللہ کی اور اللہ کی قسم نہ اٹھاؤ مگر جب تم سچے ہو"۔(21) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے تم میں سے قسم اٹھائی اور اس نے لات کی قسم اٹھائی تو وہ لا الہ الا اللہ کہے (یعنی دوبارہ کلمہ پڑھے) اور جس نے اپنے ساتھی کو کہا: آؤ میں تمہارے ساتھ جوا کھیلتا ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ صدقہ کرے"۔(22)

قسموں کی حفاظت کا بیان:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: (واحفظوا ایمانکم) تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔کچھ لوگوں کا قول ہے کہ تم قسم توڑنے سے اپنے آپ کو بچاؤ اور قسم کھا کر قسم توڑ دینے سے پرہیز کرو اور ڈرتے رہو، اگرچہ قسم توڑنا کوئی گناہ کی بات نہیں۔دوسرے حضرات کا قول ہے۔قسمیں کم کھایا کرو۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔شاعر کہتا ہے:

قلیل الالا یا حافظ لیمینه اذا بدرت منه الالیه برت

(اس کی قسمیں بہت قلیل ہیں اور اپنی قسم کی حفاظت کرتا ہے جب کہ اس کے منہ سے کوئی قسم نکل جاتی ہے تو وہ پوری بھی ہو جاتی ہے)۔

کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ قسموں کی نگہداشت کرو یعنی کہ قسم توڑنے پر کفارہ ادا کردو۔ اس لیے کہ کسی چیز کی حفاظت اس چیز کی نگہداشت کا نام ہے۔ یہی بات درست ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: من حلف علی یمین فرأی غیر ھا خیرا منھا فلیات الذی ھو خیر ولیکفر عن یمینه (23) (آپ ﷺ نے قسم کھانے والے کو قسم توڑنے کا حکم دیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: (ولا يأتل أولو الفضل منكم والسعة أن يؤتوا أولي القربى والمساكين والمهاجرين في سبيل الله وليعفوا وليصفحوا) (24) جو لگ تم میں بزرگی اور وسعت والے ہیں وہ قرابت والوں کو مسکینوں کو اور ہجرت فی سبیل اللہ کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں۔ چاہیے کہ معاف کرتے رہیں اور در گزر کرتے رہیں۔ روایت ہے کہ یہ آیت مسطح بن اثاثہ کے بارے میں نازل ہوئی جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان پر کچھ خرچ نہ کرنے کی قسم کھالی تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ مسطح نے افک کے واقعہ کے سلسلے میں بڑی سر گرمی دکھائی تھی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس شخص کی مدد کرتے رہتے تھے، یہ ان کا رشتہ دار بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنی قسم توڑنے کا حکم دے دیا اور اس شخص کی دوبارہ کفالت کا حکم فرمایا چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق اپنی قسم توڑ دی اور پھر سے اس کی مدد شروع کر دی۔

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بھی اپنی قسم توڑ دینے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ ارشاد ہے: (يأيها النبي لم تحرم ما أحل الله لك) (25) اے نبی ﷺ، آپ کیوں اپنے اوپر وہ چیز حرام کرتے ہو جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کر دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (قد فرض الله لكم تحلة أيمانكم) (26) اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر اپنی قسمیں کھول دینا فرض کر دیا ہے۔ یعنی کفارہ دے کر اور دوبارہ اس چیز کی طرف رجوع کر کے جو اپنے اوپر حرام کر لی ہو۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ جب کسی معصیت کے ارتکاب کی قسم نہ کھائی گئی ہو تو اس صورت میں قسم توڑ دینے سے نہیں روکا گیا۔ (27)

کفارہ قسم کی مقدار:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: (اطعام عشرة مسٰكين) (28) دس مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، سعید بن المسیب، سعید بن جبیر، ، ابراہیم نخعی، مجاہد اور حسن کا قول ہے: كل مسكين نصف صاع من بر (کہ قسم کہ کفارہ میں ہر مسکین کو نصف صاع گندم دی جائے گی)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے: او صاع من تمر (یا ایک صاع کھجور دیا جائے گا)۔ ابو بکر جصاص کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کا قول ہے کہ ہر مسکین کو ایک مد گندم دی جائے گی۔ امام مالک اور امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ تملیک کیے بغیر کھانا کھلانے کے مسئلے میں اختلاف ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، محمد بن کعب، قاسم، سالم، شعبی، ابراہیم نخعی، اور قتادہ سے مروی ہے کہ ان مسکینوں کو صبح و شام کا کھانا دیا جائے گا۔ امام مالک، سفیان ثوری، اور اوزاعی کا بھی یہی قول ہے۔ حسن بصری کا قول ہے کہ صرف ایک وقت کھانا کھلایا جائے گا اور یہی کافی ہو گا۔ حکم کا قول ہے کہ جب تک بعام مسکینوں کے

حوالے نہیں کیا جائے گا کھانا کھلانا(ابعام) درست نہیں ہو گا۔ سعید بن جبیر کا قول ہے کہ دو مد تو بعام کے لیے دیے جائیں گے اور ایک مد سالن کے لیے دیا جائے گا۔ ان مسکینوں کو اکٹھا کر کے کھانا نہیں کھلایا جائے گا بلکہ کفارہ ادا کرنے والا انہیں یہ بعام حوالے کر دے گا۔ ابن سیرین، جابر بن زید، مکحول، طاؤس اور شعبی سے مروی ہے کہ انہیں ایک ہی دفعہ بیٹھا کر کھلا دیا جائے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی روایت ہے۔ امام شافعی کا قول ہے کہ انہیں بعام مشترکہ طور نہیں دے گا بلکہ ہر مسکین کو ایک مد کی مقدار بعام دے گا۔ ابو بکر جصاص کہتے ہیں کہ ارشاد باری تعالیٰ:(فكفارته اطعام عشرة مسٰكين من اوسط ما تطعمون اهليكم)اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو وہ اوسط درجے کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے بال بچوں کو کھلاتے ہو) کا ظاہر مسکینوں کو بعام دیے بغیر اکل کی صورت میں ابعام کے جواز کا تقاضا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور وہ اللہ کی محبت میں مسکین کو کھانا کھلاتے ہیں۔ اس سے یہی مفہوم سمجھ میں آتا ہے کہ کھانا مسکینوں کی ملکیت میں دیے بغیر ان کے سامنے رکھ دیا جائے اور اس طرح انہیں کھلا دیا جائے۔ جب یہ فقرہ کہا جاتا ہے کہ فلان يطعم الطعام(فلاں شخص کھانا کھلاتا ہے)اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ فلاں شخص لوگوں کو کھانے پر بلاتا ہے۔

لیث بن سعد نے ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اذا كان خبزا يا بسا فهو غداوه و عشاوه(اگر خشک روٹی ہو تو یہی اس کے صبح و شام کا کھانا ہے)۔ ابو بکر جصاص کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کا یہ کہنا ہے کہ اگر کفارہ ادا کرنے والا انہیں کھانا دینا چاہے تو نصف صاع گندم اور ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور دے گا۔ اس کی دلیل حضور ﷺ سے حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس کا تعلق سر کی تکلیف کے فدیہ سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: او اطعم ثلاثة اصع من طعام ستته مساكين (یا تین صاع بعام چھ مسکینوں کو کھلا دو)۔ ایک اور حدیث میں ہے: اطعم ستته اصع من تمر ستته مساكين(چھ صاع کھجور چھ مسکینوں کو کھلا دو)۔ آپ ﷺ نے ہر مسکین کے لیے ایک صاع کھجور یا نصف صاع گندم مقرر کر دی اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ قسم کا کفارہ بھی اسی طرح ہے۔ اس لیے کہ حضور ﷺ نے سر کی تکلیف کے فدیے میں اور قسم کے کفارے میں بعام کی مقدار کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں کیا۔ آپ ﷺ سے ظہار کے کفارے کے سلسلے میں مروی ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو ایک وسق کھجور دیا جائے گا۔ وسق کی مقدار ساٹھ صاع کے برابر ہوتی ہے۔ جب ظہار کے کفارے میں ہر مسکین کے لیے ایک صاع کھجور کا ثبوت ہو گیا تو قسم کا کفارہ بھی اسی طرح ہو گا۔ اس لیے کہ ان دونوں معاملات میں واجب ہونے والے بعام کی مقدار کی یکسانیت پر سب کا اتفاق ہے(29)

کفارے میں اوسط طعام:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہاہل مدینہ کے لیے خوارک کی جو مقدار ہوتی تھی اس میں بالغ اور آزاد کا حصہ نابالغ اور غلام کی نسبت زیادہ ہوتا تھا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: (وہ اوسط کھانا جو تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو) یعنی وسط درجے کا کھانا، نہ زیادہ بڑھیا اور نہ زیادہ گھٹیا۔ سعید بن جبیر سے بھی ااس قسم کی روایت مروی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اوسط الخبز والتمر والخبز والزيت و خير ما تطعم اهلنا الخبز واللحم(اوسط بعام روٹی اور کھجور ہے۔ نیز روٹی اور زیتون کا تیل ہے۔ ہم اپنے بچوں کو جو بہتر

کھانا کھلاتے ہیں وہ گوشت اور روٹی ہے۔

عبیدہ سے مروی ہے کہ اوسط بعام روٹی اور گھی ہے۔ابو رزین نے کہا اوسط بعام روٹی، کھجور اور سرکہ ہے۔ابن سیرین کا قول ہے کہ سب سے عمدہ کھانا گوشت روٹی ہے۔اوسط کھانا گھی روٹی ہے۔اور احسن کھانا کھجور روٹی ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی روایت ہے۔ابو بکر جصاص کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے سلمہ بن صخر رضی اللہ عنہا کو ظہار کے کفارے میں ہر مسکین کو ایک صاع کھجور دینے کا حکم دیا تھا اور اس کے ساتھ سالن کے طور پر کوئی اور چیز دینے کا حکم نہیں دیا تھا۔نیز آپ ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کا تین صاع بعام چھ مسکینوں پر صدقہ کر دینے کا حکم دیا تھا اس کے ساتھ سالن کے طور پر کچھ دینے کا حکم نہیں دیا تھا۔اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بعام کے ساتھ سالن واجب نہیں۔

ایک ہی مسکین کو اکٹھے دس یوم کا کھانا دینا:

ارشاد باری تعالیٰ:(فکفارته اطعام عشرة مسٰكين من اوسط ما تطعمون اهليكم)(اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو وہ اوسط درجہ کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے بال بچوں کو کھلاتے ہو)اس آیت میں سب کے لیے حکم عام ہے جن پر مسکین کے لفظ کا اطلاق ہے۔اس لیے ایک مسکین کو سارا کا سارا کھانا دینے کے جواز پر اس سے استدلال کرنا درست ہے۔یعنی سارا کھانا ایک مسکین کو دس دنوں میں نصف صاع یومیہ کے حساب سے دے دینا جائز ہے۔امام مالک اور امام شافعی کا قول ہے کہ ایک مسکین کو دس دنوں میں نصف صاع یومیہ کے حساب سے سارا بعام دے دینا قسم کے کفارہ کی ادائی کے لیے کافی نہیں ہوگا۔ابو بکر جصاص کہتے ہیں کہ چونکہ ابعام کا مقصد مساکین کی بھوک دور کرنا ہے اس لیے اس میں ایک ہی مسکین اور مسکینوں کے ایک گروہ کے حکم میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔اب اگر ان سب کے لیے ایک دن میں ابعام کے عمل کی تکرار ہو جائے یا صرف ایک لیے دس دنوں کے اندر اس عمل کو دہرایا جائے۔یہ دونوں صورتیں اس مقصد کے مطابق ہیں۔اس طرح دس مسکینوں کو ابعام کا جو معنیٰ مقصود ہے وہ ایک مسکین کو دس دنوں کے اندر اس عمل کے تکرار میں موجود ہے۔

جیسا کے حضور ﷺ نے استنجا میں تین ڈھیلے استعمال کرنے کا حکم دیا ہے لیکن اگر کوئی شخص صرف ایک تین تکونی ڈھیلے سے استنجا کر لے تو یہ اس کے لیے کافی ہوگا۔یا جس طرح آپ ﷺ نے سات کنکروں کے ساتھ رمی جمار کا حکم دیا ہے لیکن اگر کوئی شخص ایک ہی کنکر کو سات دفعہ رمی کے لیے استعمال کرے تو بھی اس کے لیے کافی ہوگا۔اس لیے کہ رمی جمار میں سات دفعہ کنکر مارنا مقصد ہوتا ہے۔

کفارہ میں کپڑے دینا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:(او کسوتھم) یا انہیں کپڑے پہنائے۔یہ کاف کے کسرہ اور ضمہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔یہ دونوں لغتیں ہیں۔جیسے اسوۃ اور اسوۃ۔سعید بن جبیر اور محمد بن سمیقع یمانی نے اوکاسوتھم پڑھا ہے یعنی کاسوۃ اھلک۔الکسوۃ مردوں کے حق میں ایک کپڑا ہے جو پورے جسم کو ڈھانپنے والا ہو اور عورتوں کے حق میں وہ کم از کم جس اس کی نماز جائز ہو اور وہ قمیص اور دوپٹہ ہے یہی حکم چھوٹے افراد کا ہے۔امام شافعی، امام ابو حنیفہ، ثوری اور اوزاعی نے کہا: کسوۃ کا اطلاق جس پر کم از کم واقع ہوتا ہے وہ ایک کپڑا ہے۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے کہ انہوں نے کہا: بہتر کپڑا جانگیا ہے۔ حکم بن عتیبہ نے کہا: عمامہ کافی ہے جس سے سر لپیٹا جائے۔ابن عربی نے کہا یہ کہنے پر مجھے زیادہ حرص دلاتی ہے کہ جائز نہیں ہے مگر وہ کپڑا جو گرمی اور سردی کی اذیت سے بچائے۔ یہاں پر یہ بات واضح ہے کہ ان مسکینوں کو دس کپڑے پہنانا ہے۔اس طرح عبارت کی ترتیب اس طرح ہو گئی او عشرہ اثواب(یا دس کپڑے) کپڑے پہنانے میں ایک یا دس مساکین کی کوئی تخصیص نہیں کی اس سے یہ ضروری ہو گیا کہ اگر ایک ہی مسکین کو دس جوڑے دے دیے جائیں تو وہ کفارے کے لیے کفایت کر جائے گا۔

مسکین کو کھانے اور کپڑے کی جگہ بطور کفارہ قیمت دینا:

ابو بکر جصاص کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب نے بعام اور کپڑوں کی بجائے ان کی قیمت کی ادائی کو بھی جائز قرار دیا ہے اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ کفارہ میں مقصد یہ ہوتا ہے کہ مساکین کو مال کی اس مقدار سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملے جو انہیں وصول ہوئی ہے۔یہی فائدہ انہیں قیمت کے طور پر نقد رقم حاصل ہونے کی صورت میں بھی ملتا ہے جس طرح بعام اور کپڑے کی صورت میں ملتا ہے۔اس کے ساتھ اگر کوئی اس کھانے کو مسکین کی مالیت میں دے دیتا ہے اور مسکین اس کو کھائے بغیر فروخت کر کے نقد رقم حاصل کر لیتا ہے تو بھی کفارہ ادا ہو جاتا ہے ۔اگرچہ لفظ کے حقیقی معنیٰ اس صورت کو شامل نہیں ہیں لیکن چونکہ اس مقدار میں مال اس تک پہنچانے کا مقصد حاصل ہو گیا اس لیے یہ صورت درست ہو گئی اگرچہ اس نے اسے کھایا نہیں اور کھانے کے طور پر اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔

اسی طرح اگر کفارہ ادا کرنے والا مسکین کو کپڑوں کا جوڑا دے دیتا ہے لیکن مسکین اسے پہنے بغیر فروخت کر دیتا ہے اور اس کی قیمت اپنے استعمال میں لے آتا ہے تو اس کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے اگرچہ اس پورے عمل میں اس نے مسکین جو جوڑا نہیں پہنایا صرف اسے جوڑا دیا ہے۔ لیکن جواز کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اسے جوڑا دے کر مال کی یہ مقدار اس تک پہنچا دی ہے اس بنا پر وہ اسے کپڑا پہنانے والا قرار پایا۔اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ کفار میں کھانے اور کپڑے کا حصول مقصد نہیں بلکہ مال کی اس مقدار کا مسکین تک پہنچ جانا مقصد ہے۔اس مقصد کے حصول کے لیے جنس اور نقد کی صورتوں میں حکم میں کوئی فرق نہیں ہو گا یعنی مسکین کو خواہ بعام یا کپڑا دے دیا جائے یا ان کی قیمت دونوں صورتوں میں مقصد حاصل ہو جائے گا۔

بطور کفارہ غلام آزاد کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد:(او تحرير رقبة)(یا ایک غلام آزاد کرنا)۔ تحریر رقبہ کا مفہوم ہے کہ اس پر آزادی واقع کر دے۔رقبہ(گردن) کا ذکر کے اس سے غلام کا پورا سراپا مراد لیا ہے۔اسے قیدی کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس کے گردن میں بندھی ہوئی رسی کھول کر اسے آزاد کر دیا جاتا ہے۔اس طرح پورے شخص سے عبارت ہے۔

بطور کفارہ روزہ رکھنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد:(فمن لم يجد فصيام ثلثة ايام)(جس شخص کو یہ میسر نہ ہو تو وہ تین دن روزے رکھے)۔

مجاہد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور ابو العالیہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے آیت کی قرآت فمن لم یجد فصیام ثلاثة ایام متتابعات نقل کی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، مجاہد، ابراہیم، قتادہ اور طاووس کا قول ہے کہ یہ تین روزے لگاتار رکھے جائیں گے ان میں وقفہ کفارہ کے لیے کافی نہیں ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کے یہ تمام ارشادات اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ قدرت ہونے کی صورت میں ابعام یا کسوہ یا عتق رقبہ کے ذریعے کفارہ ادا کرنا واجب ہے اور ان میں سے کسی ایک ذریعے کفارہ ادا کرنے کا خطاب باقی رہتا ہے۔ اگر یہ چیزیں میسر نہ ہوں تو پھر روزہ جائز ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا تین اشیا میں سی کسی ایک سے حکم کو روزوں کی طرف اس صورت میں منتقل کر دیا ہے جب کہ یہ چیزیں موجود نہ ہوں۔

اس لیے جب تک کفارے کا خطاب ان میں سے کسی ایک چیز پر قائم ہے اس وقت تک اس اصل کفارے کی موجودگی میں اس کے لیے روزہ رکھنا جائز نہیں ہو گا۔ روزہ شروع کرنے دینے کی صورت میں ان تینوں اشیا میں سے کسی ایک کے ذریعے کفارہ ادا کرنے کا حکم اس سے معاف نہیں ہوا۔

نتائج:

1۔ کہ ہر بات پر قسم نہیں کھانی چاہیے۔

2۔ جھوٹی قسمیں کھانے پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

3۔ سچی قسمیں کھانے پر رزق سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

4۔ اگر غلطی سے قسم کھائی جائے تو اس کا کفارہ ادا کرنا چاہیے۔

References

[1] Suraha Almada,Ayat: 89
[2] Tufseer Qurtabi,jld3,Safa:674
[3] Tufseer Al Ahkam ul Quran lljsas,jld4,safa:543
[4] Tufseer Tabri,jld8,Safa:613.
[5] Sunan Dar Qutni,jld4,Safa 162,Hadees nmbr: 10.
[6] Musnad Ahmed,jld2,Safa581,Hadees numbr: 6376.
[7] Tufseer Al Ahkam ul Quran lljsas,jld4,safa:545.
[8] Surah Baqara,Ayat:225
[9] Surah Al Imran ,Ayat: 77.
[10] Tufseer Al Ahkam ul Quran lljsas,jld4,safa: 654.
[11] Sunan Abu Daud,Hadees Numbr:3243.
[12] Sunan Behqi,Hadees Numbr: 15308.
[13] Tufseer Tabri ,jld8,Safa: 677.
[14] Sahi Muslam,Kitab Iman,Hadees Numbr: 3163.
[15] Sahi Muslam,Kitab Iman,Hadees Numbr: 246.
[16] Musnad Ahmad ,Hadees numbr: 4212.
[17] Tufseef Qurtabi,jld3,Safa: 678.
[18] JAmay Termizy ,Kitab Sifttaljnta,Hadees numbr: 2483.

[19] Sahi Muslam,Kitab Iman,Hadees Numbr:14.
[20] Sahi Muslam,Kitab Iman,Hadees Numbr: 4502.
[21] Sahi Muslam,Kitab Iman,Hadees Numbr:3155.
[22] Sahi Muslam,Kitab Iman,Hadees Numbr: 3157.
[23] Sahi Muslam,Kitab Iman,Hadees Numbr: 1650.
[24] Surah Alnoor,Ayat: 22.
[25] Surah Altehreem ,Ayat:1.
[26] Surah Altehreem ,Ayat: 2.
[27] Tufseer Al Ahkam ul Quran lljsas4,Safa:554
[28] Surah Almaida,Ayat: 89.
[29] Tufseer Al Ahkam ul Quran lljsas,jld,4,Safa: 5.